السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ اہل حدیث مسجد کا امام کیسا ہونا چاہیے ؟ کیا حدیث میں امام الصلوۃ کے لئے کوئی اوصاف مذکور ہیں ؟ اگر ہیں تو کیا ہیں ؟ صلو خلف کل بروفاجر کا کیا مطلب ہے ؟ وامام قوم وھم لہ کارھون کی کیا تفسیر ہے ؟ اگر کسی مسجد کا امام جماعت میں باعث افتراق ہو اور وہ اپنے مفاد کے لیے اس مزید ہوا دے تو اس کا کیا حکم ہے ؟ ہم نے علماء سے سنا ہے کہ آنحضرت نے ایک امام کو صرف اس لیے بدل دیا تھا کہ اس نے قبلے کی طرف منہ کر کے تھوکا تھا، اگر ایسی کوئی حدیث ہے تو اسی کی روشنی میں ایسے امام کو بدلا جاسکتا ہے جس کی وجہ سے مسجد کے نمازی دو حصوں میں تقسیم ہوگئے ہیں۔ ایک اس کے حق میں، ایک اس کے خلاف۔ مخالفین کا الزام ہے کہ وہ امام جھوٹ بولتا ہے اور چغل خوری اس کی عادت ہے۔ کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے ؟ اگر مسجد کی انتظامیہ صاحب اختیار ہو تو وہ کس طرح کا امام منتخب کرے ؟ (سائل : عبدالرحمن لاہور

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس سلسلے کی چند حدیثیں ذیل میں درج ہیں جن سے مسئولہ مسئلے پر روشنی پڑتی ہے:

۔ وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: «يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ، فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ سِنًّا، وَلَا يَؤُمَّنَّ ا الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يَقْعُدْ على تكرمته الا باذن اهله۔ (رواہ مسند احمد بن حنبل ج ۴، ص ۱۱۸، و مسلم نیل الاوطار : ص ۱۲۸ ج ۳ و مشکوۃ، ص ۱۰۰)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جو شخص قرآن مجید کا زیادہ ماہر ہو وہ امامت کرائے، اگر قرآن میں برابر ہوں تو جو حدیث میں زیادہ ماہر ہو، اگر حدیث میں بھی برابر ہوں تو جس نے پہلے ہجرت کی ہو، اگر ہجرت میں بھی برابر ہوں تو عمر میں بڑا ہو، اور جہاں کسی کے اختیارات ہوں وہاں دوسرا امامت نہ کرائے اور نہ اس کی عزت کی جگہ میں بیٹھے مگر اس کی اجازت سے۔''

۔ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: «لَا تَؤُمَّنَّ امْرَأَةٌ رَجُلًا، وَلَا أَعْرَابِيٌّ مُهَاجِرًا، وَلَا يَؤُمَّنَّ فَاجِرٌ مُؤْمِنًا، إِلَّا أَنْ يَقْهَرَهُ بِسُلْطَانٍ يَخَافُ سَيْفَهُ أَوْ سَوْطَهُ» (رواہ ابن ماجہ : کذا فی سبل السلام : ص ۲۸ ج ۲۳)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت مرد کی امامت نہ کرائے نہ اعرابی مہاجر کی اور نہ فاجر و فاسق مومن کی مگر یہ کہ بزور طاقت امام بن جائے اور مومن (نیک) اس کی تلوار اور چابک سے ڈرتا ہو تو ایسی مجبوری میں مومن کا فاجر کی اقتدا میں نماز پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں۔''

۔ عن ابن عباس قال قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «اجْعَلُوا أَئِمَّتَكُمْ خِيَارَكُمْ, فَإِنَّهُمْ وَفْدُكُمْ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ (رواہ الدار قطنی (نیل الاوطار : باب ماجاء فی امامة الفاسقص ۱۸۴ ج ۳)

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : اپنے امام بہتر لوگوں کو بنایا کرو۔ وہ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان تمہارے نمائندے ہیں۔''

۔ وَقَدْ أَخْرَجَ الْحَاكِمُ فِي تَرْجَمَةِ مَرْثَدٍ الْغَنَوِيِّ عَنْهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: «إنْ سَرَّكُمْ أَنْ تُقْبَلَ صَلَاتُكُمْ فَلْيَؤُمَّكُمْ خِيَارُكُمْ، فَإِنَّهُمْ وَفْدُكُمْ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ۔ (نیل الاوطار : ص ۱۸۶ ج ۴۳)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری نمازیں قبول ہوں تو تمہارے امام بہترین لوگ ہونے چاہئیں کیونکہ وہ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان ترجمان ہیں۔''

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ امام وہ شخص ہونا چاہیے جو کتاب و سنت کا زیادہ ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ متقی اور پرہیز گار بھی ہو۔ فاجر و فاسق (جھوٹے، چغل خور اور کبائر کے مرتکب) کو پیش امام مقرر کرنا قطعاً جائز نہیں۔ ورنہ ایسے امام کو مقرر کرنے والے بھی سخت گناہ گار اور مجرم قرار پائیں گے۔ ایسے امام کو مستقل امامت سے الگ کرنا ضروری ہے تاکہ امامت کا منصب رفیع داغدار نہ ہو۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے قبلہ کی طرف تھوکنے والے امام کو امامت سے برطرف کر دیا تھا، جیسا کہ ابوداؤد باب کراهية البزاق فی المسجد میں ہے۔ نیز دیکھئے عون المعبود ج ۲ ص ۱۸۱۔

تھوکنے والے واقعے سے معلوم ہوا کہ امامت جیسا رفیع منصب اتنا نازک ہے کہ قبلہ کی طرف تھوکنے والا آدمی اس کے لائق نہیں رہتا۔ جب کہ معلوم ہے کہ کذب بیانی، غیبت خوری اور افتراق بین المصلین جیسے کبائر کے مقابلے مین قبلے کی طرف تھوکنے کا گناہ بہرحال ایک چھوٹا گناہ ہے۔ لہٰذا جھوٹ بولنے والا، غیبت خور اور نمازیوں میں تفریق ڈالنے والا شخص امامت کے مقدس منصب کا قطعاً اہل نہیں۔ علاوہ ازیں یہ بھی ملحوظ رہے کہ ایسے امام کی اپنی نماز بھی قبول نہیں ہوتی جس کی امامت کو کسی شرعی قباحت کی وجہ سے اس کے مقتدی ناپسند کرتے ہوں۔ چنانچہ سنن ابی داؤد اور سنن ابن ماجہ میں ہے۔ :

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ : «ثَلَاثَةٌ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُمْ صَلَاةً، مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ، وَرَجُلٌ أَتَى الصَّلَاةَ دِبَارًا» وَالدِّبَارُ : أَنْ يَأْتِيَهَا بَعْدَ أَنْ تَفُوتَهُ، «وَرَجُلٌ اعْتَبَدَ مُحَرَّرَهُ» (عون المعبود : باب الرجل لیوم القوم وھم لہ کارھون ص ۲۳۱ ج ۱ وابن ماجہ، ج ۱ ص ۲۸)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : اللہ تعالیٰ تین آدمیوں کی نماز قبول نہیں کرتا ایک وہ شخص جو قوم کی امامت کرائے اور لوگ اس کی امامت کو پسند نہ کریں۔ دوسرا جو شخص جماعت سے فارغ ہونے کے بعد آئے۔ تیسرا جس نے کسی

‘‘آزاد کو غلام بنالیا ہو۔

اسی مضمون کی احادیث حضرت ابوامامہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہیں۔ نیل الاوطار میں ہے کہ ابوامامہ کی حدیث کو امام ترمذی اور امام نووی نے حسن کہا ہے اور ابن عباسؓ کی حدیث کو حافظ عراقیؒ نے حسن قرار دیا ہے، امام شوکانیؒ ان تینوں احادیث کے بارے میں رقم طراز ہیں:

(واحادیث یقوی بعضها بعضا فینتهض للاستدلال بها علی تحریم أن یکون الرجل اماما لقوم یکرهونه۔ (نیل الاوطار ص ۲۰۱ ج ۳

کہ یہ حدیث مجموعی طور پر اسی امر کی دلیل ہیں کہ ایسے شخص پر ان لوگوں کی امامت کرانا حرام ہے جو اس کی امامت کو اچھا نہ جانتے ہوں۔

مگر شرط یہ ہے کہ اس کی امامت کی کراہیت کی وجہ سے کوئی شرعی سبب ہو۔ ورنہ نہیں، جیسا کہ عون المعبود میں اس کی تصریح موجود ہے۔ عون (ص ۲۳۱ ج ۱) اور نیل الاوطار میں ہے:

فَأَمَّا الْكَرَاهَة لِغَيْرِ الدِّين فَلَا عِبْرَة بِهَا، وَقَيَّدُوهُ أَيْضًا بِأَنْ يَكُون الْكَارِهُون أَكْثَر الْمَأْمُومِينَ وَلَا اعْتِبَار بِكَرَاهَةِ الْوَاحِد وَالِاثْنَيْنِ وَالثَّلَاثَة إِذَا كَانَ الْمُؤْتَمُّونَ جَمْعًا كَثِيرًا لَا إِذَا كَانُوا اثْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثَة، فَإِنَّ كَرَاهَتهمْ أَوْ كَرَاهَة أَكْثَرهمْ مُعْتَبَرَة۔ (نیل الاوطار ص ۲۰۱ ج ۳)

‘‘اگر کسی امام کی امامت کو مکروہ جاننے کا سبب غیر دینی امر ہو تو اس کا اعتبار نہیں اور پھر یہ بھی شرط ہے کہ نمازیوں کی اکثریت اس کی امامت کو ناپسند کرتی ہو۔’’

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ امام وہ شخص ہونا چاہیے جس میں یہ مذکورہ اوصاف موجود ہوں۔ اگر کوئی امام ان اوصاف سے عاری اور محروم ہو تو وہ اہل حدیث مسجد کا امام بننے کا اہل نہیں۔ سوال میں موجودہ پیش امام میں جن کمزوریوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اگر وہ واقعی اس میں پائی جاتی ہیں۔ یعنی وہ جھوٹ بولتا ہے اور غیبت کرتا ہے اور اس کی امامت کی وجہ سے مسجد کے نمازیوں میں اختلاف اور مخاصمت پیدا ہو چکی ہے تو پھر اس کو چاہیے کہ وہ مسجد کے روشن مستقبل اور اپنی عزت نفس کے لیے از خود امامت سے الگ ہو جائے۔ بصورت دیگر مسجد کے نمازیوں کو چاہیے کہ وہ احسن طریقہ سے اس امام کو امامت سے معزول کر دیں۔ ایسے امام کی حمایت بھی گناہ اور تعاون علی المعصیت والعدوان ہے۔ ہاں: اگر اس کے علیحدہ کرنے میں مزید فتنے وفسات اور مسجد کی بربادی کا خطرہ متوقع ہو تو پھر مناسب وقت کا انتظار کریں اور بادل نخواستہ بامر مجبوری اس کے پیچھے نماز پڑھتے رہیں۔ صلوا خلف کل بر وفاجر کا بھی یہی مطلب ہے کہ بامر مجبوری فاسق وفاجر کو مستقل امام مقرر کرنا قطعاً جائز نہیں۔

چنانچہ امام شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

(وَاعْلَمْ أَنَّ مَحَلَّ النِّزَاعِ إِنَّمَا هُوَ فِي صِحَّةِ الْجَمَاعَةِ خَلْفَ مَنْ لَا عَدَالَةَ لَهُ وَأَمَّا أَنَّهَا مَكْرُوهَةٌ فَلَا خِلَافَ فِي ذَلِكَ۔ (نیل الأوطار: ص ۱۸۶ ج ۳

‘‘غیر عادل امام کا جماعت کرنا ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے اس کی اقتدا میں نماز پڑھنا بالاتفق مکروہ ہے۔’’

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

## فتاویٰ محمدیہ

## ج1ص410

### محدث فتویٰ